KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

نثر نگاروں کے حالات زندگی اور تنقیدی نوٹس

{مولانا محمد حسین آزاد}

حالات زندگی: مولانا محمد حسین آزاد دہلی میں پیدا ہوئے۔اس کے والد محمد باقر ایک بہت بڑے عالم دین تھے۔اُن کی ولادت 1831ء میں ہوئی۔آزاد نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔بڑے ہوئے تو شیخ ابراہیم ذوق کی شاگردی اختیار کی۔اُن کی صحبت میں شعر گوئی کی طرف مائل ہوئے۔1857ء کی جنگ آزادی میں محمد حسین آزاد کے والد شہید ہو گئے اور گھر تباہ ہو گیا۔آزاد مختلف جگہوں میں پھرتے پھراتے لاہور پہنچ گئے۔محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔لاہور میں انجمن پنجاب کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔بعد میں گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی اور فارسی کے پروفیسر مقرر کیے گئے۔الطاف حسین حالی کے ساتھ مل کر نئے طرز کے مشاعروں کی بنیاد ڈالی۔

ادبی خدمات: آزاد عربی اور فارسی کے بہت بڑے عالم تھے۔اُن کی شاہکار کتاب ''آبِ حیات'' اردو زبان کی پہلی تاریخی' تنقیدی اور تحقیقی کتاب ہے۔نظم اور نثر دونوں میں اس کا قلم رواں رہتا تھا۔مگر اس کے فن اور کمال کا جوہر نثر کے میدان میں کھلتا ہے۔تمثیل نگاری' تنقید اور تذکرہ نگاری میں بے مثل ہے۔اس کی انشاء پردازی پر اعتراضات بھی ہوئے لیکن باوجود اس کے اس کی مقبولیت میں کمی نہیں آئی۔وہ اردو کے عناصر خمسہ میں شمار ہوتے ہیں۔حکومت کی ایماء پر بچوں کے لیے درسی کتابیں اور قصص الہند لکھی۔اس نے نئے طرز کے مشاعرے کی بنیاد ڈالی۔اس نے نثر کے ساتھ ساتھ خاص موضوعات پر نظمیں بھی لکھیں، جو پسند کی گئی۔

طرز تحریر: آزاد کی انشاء پردازی بے مثل ہے۔اس جیسا انشاء پرداز ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔انہوں نے نثر میں مرصع کاری اور صنعت گری کی ہے۔اپنے اردو نثر کو سب سے الگ کیا۔خیالی مضامین

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

کو انسانی لباس پہنا کر اُن کی صفات و حرکات و سکنات کا نقشہ کھینچا۔ اُن کی عبارت رنگین اور مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نقادوں نے اسے تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ بحیثیت مجموعی وہ ایک زبردست انشاء پرواز ہے۔ زبان و بیان پر اُنہیں قدرت حاصل ہے۔ نثر میں شاعری کرتے ہیں۔ مہدی آفادی کی رائے ہے کہ آزاد کو کسی خارجی سہارے کی ضرورت نہیں۔

وفات: 1888ء میں اس کی پیاری بیٹی کا انتقال ہوا۔ جس کے غم میں اس کی زندگی کے آخری ایام بڑے دردناک گزرے۔ ہر وقت جنونی کیفیت طاری رہتی تھی۔ 1910ء میں انتقال کر گئے۔

تصنیفات: اُن کی تصنیفات میں آبِ حیات، سخندان فارس، دربار اکبری، نیرنگ خیال، نگارستان فارسی، قندِ فارسی، نظمیں اور بچوں کی کتابیں شامل ہیں۔

......☆............☆......

{ مولانا شبلی نعمانیؔ }

حالاتِ زندگی: 1857ء میں ضلع اعظم گڑھ کے ایک گاؤں بندول میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام شیخ حبیب اللہ تھا جو مشہور وکیل تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد عربی ادب، فلسفہ و منطق اور حدیث و فقہ کی تعلیم کے لئے لاہور چلے گئے۔ اُنیس سال کی عمر میں تعلیم سے فارغ ہو گئے۔ وکالت کا امتحان پاس کیا اور والد کا ہاتھ بٹانے لگے۔ سر سید احمد خان اس کی لیاقت سے بہت متاثر ہوئے۔ جس نے اسے علی گڑھ کالج میں عربی اور فارسی کا پروفیسر مقرر کر دیا۔ یہاں سے شبلی کی ادبی زندگی کا آغاز ہوا۔ علی گڑھ میں سولہ سال پروفیسر رہے۔ 1898ء میں یہ ملازمت چھوڑ دی اور ندوۃ العلماء کے ناظم مقرر ہوئے۔ 1913ء میں اعظم گڑھ آکر "دارُالمصنفین" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ حکومت نے اُن کی علمی خدمات کے صلے میں شمسُ العلماء کا خطاب دیا۔

ادبی خدمات: شبلی نے تاریخ کے میدان میں اہم کام کیا۔ اس کا مقصد اسلام کے شاندار ماضی کے پوشیدہ گوشوں سے پردہ ہٹانا تھا چنانچہ اس نے سیرت النبی ﷺ، الفاروق، المامون اور سیرت عائشہ جیسی کتابیں تصنیف کیں۔ شبلی ایک بے مثل سوانح نگار ہیں۔ اس نے سوانح اور تاریخ کو باہم شیر و

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

شکر کر دیا۔ شعر العجم لکھ کر نقادوں میں بھی اپنا نام لکھوایا۔ موازنہ انیس و دبیر اور اس جیسے دیگر مقالات اسے نقادوں کی صف میں شامل کرنے کے لئے کافی ہیں۔

طرزِ تحریر: مولانا کی تحریر آسان اور سادہ ہونے کے ساتھ شاعرانہ ہے۔ اپنی نثر کو دلکش بنانے کے لیے استعارات و کنایات اور لوازمات شعر سے بھر پور کام لیتے ہیں۔ اُن کے ہاں بے ساختہ پن اور موسیقیت ہے۔ وہ دلائل اور براہین سے قاری کے ذہن پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ اس کے بیان میں زور اور جوش تھا جو سننے اور پڑھنے والوں کے دلوں پر اثر کرتا تھا۔

تصانیف: تصانیف میں سیرۃ النبی ﷺ، الفاروق، المامون، الغزالی، سوانح مولانا روم، سیرت النعمان، سیرت عائشہ سوانحی کتابیں ہیں جبکہ شعر العجم موازنہ انیس و دبیر تنقیدی کتابیں ہیں۔ شاعری میں مثنوی صبح امید، قطعات اور دیوان شبلی شامل ہے۔

وفات: مولانا شبلی نعمانیؔ 1914ء کو انتقال کر گئے۔

......☆............☆......

{ مہدی آفادیؔ }

حالاتِ زندگی: مہدی آفادیؔ 1875ء کو گورکھپور میں پیدا ہوئے۔ اس کا اصل نام مہدی حسن تھا۔ گورکھپور میں اس کا تعلق ایک شریف اور محترم گھرانے سے تھا۔ اس کے والد کا نام حاجی علی حسن تھا۔ مہدی نے اپنی ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور تین زبانوں فارسی، عربی اور اردو میں طاق ہو گئے۔ اس کے بعد وہ ایک انگریزی سکول میں داخل ہوئے۔ کچھ عرصے تک علی گڑھ میں بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس نے عملی زندگی کا آغاز کیا اور نائب تحصیلدار بن گئے لیکن وہ ایک نفیس اور پاکیزہ انسان تھے۔ ملازمت کے دوران بھی اہل قلم اور ادیبوں سے اس کے گہرے روابط تھے اور ہر وقت ان سے رابطے میں رہتے تھے۔ عظیم ہستیوں کے ساتھ اس کے ذاتی تعلقات تھے۔ ان ہستیوں میں سر سید احمد خان، حالیؔ، شبلیؔ، سید سلیمان ندویؔ اور عبدالماجد دریا آبادی قابل ذکر ہیں۔

ادبی زندگی: مہدی آفادیؔ ایک ادیب تھے۔ اس نے اپنی ادبی زندگی میں جو مضامین لکھے وہ

www.perfect24u.com

ایک کتاب کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں جو اس کی وفات کے بعد اس کی بیوی نے ترتیب دیکر شائع کیا۔ مہدیؔ کے مضامین اُس کے دل کی آواز ہیں۔ وہ جس چیز یا واقعے سے متاثر ہوئے اسے مضمون کی شکل دے دی اور دوسروں کو متاثر کرنے کی کوشش کی۔

طرز تحریر: مہدی آفادیؔ کی تحریروں میں ظرافت کی چاشنی بہت زیادہ ملتی ہے۔ وہ ایک زندہ دل انسان تھے خود ہنستے تھے، دوسروں کو ہنساتے تھے۔ اس کی تحریر میں روانی، شگفتگی اور سادگی ہے۔ خشک اور ادق مضامین کو بھی اپنی فطری خوش طبعی کی وجہ سے دلچسپی بنا دیتے ہیں۔ اس کا اسلوب بیان دلکش ہے۔ اپنے جمالیاتی نقطۂ نظر کی وجہ سے بہت پسند کیے گئے ہیں۔ اردو ادب میں اُس کا شمار اُن لوگوں میں ہوتا ہے جو اردو ادب میں رومانی تحریک کے بانی تھے۔

تصانیف: تصانیف میں مضامین کا ایک مجموعہ "افاداتِ مہدی" کے نام سے شائع ہوا ہے۔

وفات: 1941ء میں وفات پا گئے۔

☆ ☆

{صلاح الدین احمد}

حالات زندگی: مولانا صلاح الدین احمد 25 مارچ 1902ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام احمد بخش تھا۔ اُن کی والدہ محترمہ شیخ عبدالقادر صاحب کی بیٹی تھی۔ اس نے پنجاب نیشنل کالج لاہور سے بی۔اے کیا۔ زمانہ طالب علمی سے مولانا کی طبیعت ادب کی طرف راغب تھی۔ اس نے طالب علمی کے زمانے میں ایک رسالہ "خیالستان" جاری کیا۔ اس نے پولیس کی ملازمت بھی کی۔ تحریک آزادی میں بھی بھرپور حصہ لیا لیکن صحافت میں ایسے داخل ہوئے کہ زندگی بھر اسے نہیں چھوڑا۔ "ادبی دنیا" کے نام سے لاہور سے ایک رسالہ جاری کیا۔ 1964ء میں ہوانا یونیورسٹی امریکہ میں ادیبوں کی کانفرنس میں شرکت کی۔

ادبی خدمات: مولانا صلاح الدین احمد کا اہم کارنامہ "اکادمی پنجاب" کا قیام ہے۔ اس انجمن کے تحت اُنھوں نے اردو کی قدیم اور نادر کتابوں کو از سرِ نو شائع کیا۔ وہ "اردو پڑھو اور اردو بولو" تحریک

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

کے سرخیل تھے جس کی وجہ سے اُنھیں بابائے اُردو بھی کہا جاتا ہے۔اس نے اقبال کی شاعری اور تعلیمات پر متعدد مضامین لکھے۔ جو اس کے مضامین کے مجموعے ''صریرِ خامہ'' کے پہلے حصے میں شامل ہیں۔اس مجموعے کا دوسرا حصہ اردو افسانوی ادب اور تیسرا حصہ مولانا محمد حسین آزاد کی شخصیت، انشاء پردازی اور دوسرے ادبی کارناموں پر مشتمل ہے۔یہی اُن کا سرمایہ حیات ہے۔اپنی زندگی میں بہت سے رسائل اور جریدوں میں کام کیا اور اردو ادب کی ترویج اور ترقی میں نمایاں حصہ لیا۔

تصانیف: تصانیف میں صرف ایک ضخیم کتاب ''صریرِ خامہ'' شامل ہے۔جس میں اُن کی تمام ادبی تخلیقات موجود ہیں۔

وفات: 1964ء میں وفات پا گئے۔

......☆............☆......

{خواجہ حسن نظامیؔ}

حالاتِ زندگی: خواجہ حسن نظامیؔ 1878ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔اس کا اصل نام سید علی حسن نظامیؔ تھا۔علامہ اقبال نے اسے خواجہ حسن نظامیؔ کا نام دیا اور اسی نام سے مشہور و مقبول ہوئے۔خواجہ صاحب ابھی گیارہ سال کے کمسن بچے تھے کہ ماں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور وہ یتیم و یسیر ہو گئے۔ بڑے بھائی نے اس کی پرورش کی۔خواجہ صاحب کا تعلق ایک صوفی گھرانے سے تھا۔اُنہوں نے روایتی علوم کے ساتھ ساتھ تصوف کی تعلیم بھی حاصل کی۔دہلی کے مشہور تاجر کتب منشی غلام نظام الدین اس کے گہرے دوست تھے۔اُن کی صحبت سے اس میں ادبی ذوق پیدا ہوا۔اس نے اپنا پہلا مضمون ''انڈیا کی نازک حالت'' کے نام سے لکھا۔اس کے بعد کچھ عرصے تک اخبار ''پیسہ''، ''وکیل'' اور ''مخزن'' کے لیے مضامین لکھتے رہے۔

ادبی خدمات: 1911ء میں اس نے مصر، شام اور دیگر عرب ریاستوں کا دورہ کیا۔اور حلقہ ''نظام المشائخ'' کے مقاصد کی ترویج کے لیے ''نظام المشائخ'' کے نام سے رسالہ جاری کیا۔اُنہوں نے مختلف اوقات میں سو چھوٹی بڑی کتابیں اور رسالے تصنیف کیے اور اردو ادب کا دامن موتیوں سے بھر دیا۔

طرزِ تحریر: خواجہ حسن نظامیؔ نے تصوف کے اسرار و رموز کو عام فہم بنانے کے لیے سادہ اور آسان

www.perfect24u.com

زبان کا استعمال کیا۔ انہوں نے ایسا دلکش طرزِ تحریر اور پیرایہ بیان اختیار کیا کہ خشک اور بے کیف اخلاقی اور روحانی مباحث تصوف اور فلسفے سے نکل کر ادب کا حصہ بن گئے۔ مقبولیت کی ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ اس نے ایک نیا اسلوب اختیار کیا۔ وہ صرف عوام کے لیے لکھتے تھے اور عام بول چال کی باتیں ضابطہ تحریر میں لاتے تھے۔ طرزِ تحریر میں وہ کسی کے مقلد نہ تھے۔ وہ محمد حسین آزاد کی طرح ثقیل اور مشکل الفاظ کے استعمال سے گریز کرتے تھے۔ اس کا مقصد لوگوں کو سمجھانا تھا۔ وہ اپنی بات سادہ، آسان اور عام فہم زبان میں کہتے تھے۔ اس کی زبان میں تصنع اور بناوٹ نہیں تھی۔

تصانیف: اُن کی تحریر کردہ کتابوں میں سی پارہ دل، بیگمات کے آنسو بہادر شاہ کا روزنامچہ، سفر نامہ حجاز و مصر و شام، دہلی کی آخری شمع، انگریزوں کی بپتا، محرم نامہ، طمانچہ بہ رُخسارِ یزید، دہلی کی کہانیاں اور جگ بیتی شامل ہیں۔

وفات: 1955ء میں وفات پا گئے۔

☆ ☆

{ڈاکٹر وزیر آغا}

حالاتِ زندگی: ڈاکٹر وزیر آغا 1922ء کو سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ زمانہ طالب علمی وہ اردو شاعری میں دلچسپی رکھتے تھے اور محمد دین تاثیر، میراجی اور ن۔ م۔ راشد سے بہت متاثر تھے۔ وزیر آغا تخلیقی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ نت نئے تجربات کر کے اسے مزہ آتا تھا۔

ادبی جذبات: ڈاکٹر وزیر آغا نے نظم گوئی شروع کی تو اس میں نت نئی جدتیں پیدا کیں۔ ادبی جریدے اوراق کے ایڈیٹر بنے تو اس کے ذریعے اردو ادب کی خدمت کی۔ یہ رسالہ تحقیقی اور تنقیدی مضامین کے لیے جانا جاتا تھا۔ ادبی حلقوں میں اس رسالے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اردو ادب کے انشائیہ نگار کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہے۔ انشائیہ اردو ادب میں ایک نئی صنف تھی۔ وزیر آغا نے اس نئی روز مشکل صنف پر طبع آزمائی کی اور اردو ادب کے لیے شاہکار انشائیے تخلیق کئے۔ وہ اردو ادب کے پہلے انشائیہ نگار ہیں۔ وزیر آغا سے پہلے انشائیے میں لوگ دلچسپی نہیں لیتے تھے۔

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

اس کے انشائیے شائع ہوئے تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور دوسرے ادیبوں نے بھی انشائیہ نگاری شروع کی۔ وہ بطور شاعر، نقاد، صحافی ایک اہم مقام کے مالک ہیں لیکن اس کی بڑی اور اہم خصوصیت انشائیہ نگاری ہے اور لوگ اسے انشائیہ نگار کے نام سے جانتے ہیں۔

تصانیف: وزیر آغا کی تصنیفات میں اردو شاعری کا مزاج گھاس پر تتلیاں، معانی اور تناظر، شام کی منڈیر سے، لکیریں اور دائرے اور اردو ادب میں طنز و مزاح شامل ہیں۔

وفات: 2010ء کو وفات پا گئے۔

......☆............☆......

{سعادت حسن منٹو}

حالات زندگی: سعادت حسن منٹو 1912ء کو ضلع لدھیانہ کے گاؤں سمبرالہ میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام غلام حسن تھا۔ ابتدائی تعلیم علاقے کے دستور کے مطابق گھر پر حاصل کی۔ پڑھائی میں اس کا دل نہیں لگتا تھا۔ سبق میں کمزور تھے اور اُردو میں اکثر فیل رہتے تھے لیکن طالب علمی کے زمانے سے اردو ادب کی طرف مائل تھے اور ادبی محفلوں میں شرکت کرتے تھے۔

ادبی خدمات: سعادت حسن منٹو نے ادبی زندگی کا آغاز غیر ملکی کہانیوں کے تراجم سے کیا۔ وہ غیر ملکی زبانوں کی کہانیاں اردو میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ لیکن بہت جلد خود کہانی لکھنے پر قدرت حاصل کی اور کہانیاں لکھنے لگے۔ اس کے علاوہ ریڈیو اور فلموں کے لیے بھی کہانیاں لکھتے تھے اور اسے ذریعۂ معاش بنالیا تھا۔ جب پاکستان بنا، تو بمبئی چھوڑ کر لاہور آ گئے۔ منٹو اردو ادب کے اہم افسانہ نگار ہیں لیکن ادبی حلقوں میں اُن کی شخصیت کسی قدر متنازعہ ہے۔ ادبی حلقے انہیں ایک ترقی پسند ادیب اور افسانہ نگار کہتے ہیں لیکن خود ترقی پسند اس کی اس حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ انسان، زندگی اور انسانی نفسیات سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ اُنہوں نے تلخ حقیقتوں کو موضوع بنا کر افسانے لکھے۔ جسے پڑھ کر لوگ دم بخودرہ گئے۔ وہ حساس طبیعت کے مالک تھے۔ اُس کا مشاہدہ باریک تھا، وہ ایک ایسا فنکار تھا جس نے افسانہ نگاروں کے ایک بڑے حلقے میں اپنی جداگانہ حیثیت برقرار رکھی۔

تصانیف: سعادت حسن منٹو کی تصانیف میں منٹو کے افسانے، دھواں لذت سنگ، چغد، ٹھنڈا گوشت، یزید،

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

نمرود کی خدائی اور بادشاہت کا خاتمہ قابل ذکر ہیں۔

وفات: سعادت حسن منٹو 1955ء میں وفات پاگئے۔

☆......☆

{غلام عباس}

حالات زندگی: غلام عباس 1909ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔اس کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا۔ابتدائی تعلیم دیال سنگھ ہائی سکول لاہور سے حاصل کی اور لاہور ہی میں زندگی بسر کرتے رہے۔عملی زندگی کا آغاز مختلف رسائل کی ادارت سے کیا۔اس کے بعد محکمہ تعلقات عامہ میں ملازم ہو گئے لیکن کچھ عرصے بعد اس ملازمت کو چھوڑ کر بی۔بی۔سی لندن کے خبر رسان ادارے سے منسلک ہو گئے۔اسے گٹار بجانے کا بہت شوق تھا۔موسیقی سے خاص لگاؤ تھا۔وہ شطرنج کے بہترین کھلاڑی بھی تھے۔غلام عباس ترکی ادب سے بہت متاثر تھے۔ادبی خدمات کے صلے میں حکومت پاکستان نے اسے ''ستارۂ امتیاز'' عطا کیا۔اس نے کامیاب اور باوقار زندگی گزاری۔

ادبی خدمات: غلام عباس ابتداء ہی سے اردو ادب سے دلچسپی رکھتے تھے۔وہ ابھی بچے تھے کہ مشہور افسانہ نگاروں اور ناول نگاروں کے ناول اور افسانے پڑھ چکے تھے۔جن میں پنڈت رتن ناتھ سرشار، عبدالحلیم شرر مرزا ہادی رسوا اور حسن نظامی شامل ہیں۔وہ افسانے کی باریکیوں سے واقف تھے۔اس لیے اس نے بہت افسانہ نگاری میں اپنا لوہا منوایا اور جدید افسانہ نگاروں کے صف میں شامل ہو گئے۔غلام عباس نے افسانہ نگاری شروع کی تو اس دور میں انگریزی تعلیم اور معاشرت اپنی جڑیں پکڑ چکی تھیں اور معاشرہ کشمکش کا شکار تھا۔ایسے واقعات رونما ہو رہے تھے جو روایت پسند لوگوں کے برداشت سے باہر تھے اور بعض لوگوں اور ادیبوں نے اس کے خلاف کھلم کھلا آواز اُٹھائی۔غلام عباس نے بڑی خوبصورتی اور غیر جذباتی انداز میں اس معاشرے کی عکاسی کی۔غلام عباس نے اپنے افسانوں کے لیے نئے اور اچھوتے موضوعات کا انتخاب نہیں کیا بلکہ عام موضوعات جن میں گرے پڑے، غریب اور غیر اہم لوگ شامل ہیں۔اُن پر افسانے لکھے لیکن اس نے اندازِ بیان میں جو جدت پیدا کی، اس کی بہترین مثال افسانہ ''آنندی'' ہے۔غلام عباس معمولی کو غیر معمولی بنانے میں کمال رکھتے تھے۔وہ جذبات کا

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

غلام نہیں، جذبات اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دیتے۔ غیر جانبداری سے کام لیتے ہیں۔

طرزِ تحریر: غلام عباس طرزِ تحریر سادہ اور رواں ہے۔ آسان اور عام فہم زبان لکھتے ہیں، روزمرہ کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

تصانیف: غلام عباس کی تصانیف میں آنندی، جاڑے کی چاندنی کن رس، دھنک اور گوندنی والا تکیہ شامل ہیں۔

وفات: 1982ء میں وفات پا گئے۔

☆ ☆

{احمد ندیم قاسمی }

حالاتِ زندگی: احمد ندیم قاسمی 1916ء کو تحصیل خوشاب کے قصبہ انگہ میں پیدا ہوئے۔ اس کے والد کا نام پیر غلام نبی تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں انگہ میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے بہاولپور چلے گئے اور صادق ایجرٹن کالج بہاولپور سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ عملی زندگی کا آغاز محکمہ آبکاری میں سب انسپکٹر کی حیثیت سے کیا۔

ادبی خدمات: احمد ندیم قاسمی ایک بلند پایہ شاعر، منفرد افسانہ نگار، ممتاز صحافی اور نقاد تھے۔ وہ اپنے چچا خان بہادر حیدر شاہ سے بہت متاثر تھے جو علامہ اقبال کے کلاس فیلو رہے تھے۔ چچا کے طفیل ادب سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ ندیم نے کئی ادبی رسالے شائع کئے۔ جن میں پھول، تعلیم نسواں، نقوش، سحر، فنون اور روزنامہ امروز شامل ہیں۔ رسالہ ''فنون'' میں اس نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے وہ جوہر دکھائے کہ یہ رسالہ اس کی شخصیت کا پہچان بن گیا۔ ندیم نے اخباروں کے لیے کالم بھی لکھے۔

بدنصیب بت تراش ندیم صاحب کا پہلا افسانہ ہے۔ اس نے اپنے افسانوں میں دیہات میں رہنے والے تمام لوگوں کی عکاسی کی ہے اور اُن کی زندگی اور طور طریقوں کو اُجاگر کیا ہے۔ اگرچہ یہ لوگ محنتی اور جفاکش ہوتے ہیں لیکن زندگی کی سہولیات سے اکثر محروم رہتے ہیں۔ ندیم نے دیہاتی لوگوں کے انہی مسائل کو موضوع بنایا ہے۔ اُن کے افسانوں میں حقیقی زندگی کا عکس ملتا ہے۔ وہ ایک بہترین شاعر بھی تھے۔ افسانہ نگاری سے اُس کی شاعرانہ عظمت میں کبھی نہیں آئی۔ وہ ایک کلاسیکی شاعر

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

ہیں لیکن جدید رنگ بھی جگہ جگہ نمایاں نظر آتا ہے۔

طرزِ تحریر: ندیم کی تحریر سادہ اور رواں ہے۔ عام لوگوں کے لیے لکھتے ہیں۔ نظم اور نثر دونوں میں موسیقیت ہے۔ مکالماتی انداز زیادہ اختیار کرتے ہیں۔

تصانیف: احمد ندیم قاسمی کے نثری تصانیف میں چوپال، بگولے، طلوع وغروب، گرداب، آنچل، سیلاب، درودِ دیار، سناٹا، بازارِ حیات، دردِحناء، گھر سے گھر تک، کپاس کا پھول، نیلا پتھر شامل ہیں۔

شعری تصانیف میں دھڑکنیں، رِم جِھم، شعلۂ گل، دشتِ وفا، محیط، دوام اور لوحِ خاک اور بسیط وغیرہ شامل ہیں۔

وفات: 2006ء میں وفات پا گئے۔

{شوکت صدیقی}

حالاتِ زندگی: شوکت صدیقی 1923ء کو لکھنو میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کا امتحان لکھنو ہائی سکول سے پاس کیا۔ ایم۔ اے کا امتحان پرائیویٹ طور پر پاس کیا۔ جب پاکستان بنا تو لاہور تشریف لے آئے لیکن پھر کراچی میں مستقل رہائش اختیار کی۔ صحافت سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ وہ جن اخباروں اور رسالوں سے منسلک رہے۔ اُن میں ترکش، جدید ادب، فیض آباد، ٹائمز آف کراچی، مارننگ نیوز اور انجام قابلِ ذکر ہیں۔

ادبی خدمات: شوکت صدیقی زمانۂ طالب علمی سے اردو ادب سے دلچسپی رکھتے تھے۔ ادبی زندگی کا آغاز افسانہ نگاری سے کیا۔ جب اس کا پہلا مجموعہ شائع ہوا۔ تو اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ افسانہ نگاری کی حیثیت سے اس کا مستقبل کیا ہوگا۔ وہ بیک وقت ناول نگار، افسانہ نگار، صحافی اور کالم نویس تھے۔ ادبی خدمات کے صلے میں اسے "تمغہ حسن کارکردگی" اور "لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ" سے نوازا گیا۔ ناول کے فنی اور فکری ارتقاء میں شوکت صدیقی نے نمایاں کام کیا۔ اس کا ایک ناول "خدا کی بستی" بہت مشہور ہوا۔ جس پر اُسے آدم جی ایوارڈ دیا گیا۔ حقیقت نگاری اس کی کامیابی کا راز ہے۔ اس نے معاشرے کے تلخ حقائق اور مسائل کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ افسانوں میں اس نے خوب کردار نگاری کی۔ شوکت صدیقی کے افسانوں کے کردار ہماری جیتی جاگتی زندگی میں اردگرد موجود ہیں۔

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

طرزِ تحریر: وہ سلجھی ہوئی اور سادہ زبان لکھتے ہیں۔ جسے عام لوگ آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ اس کی ہر بات صاف اور واضح ہوتی ہے۔ اُن کی تحریروں میں جذبات نگاری، کردار نگاری، منظر نگاری اور مکالمہ نگاری کے بہترین مرقعے جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔

تصانیف: شوکت صدیقی کی تصانیف میں تیسرا آدمی، اندھیرا اور اندھیری راتوں کا شہر، کیمیا گر، کمین گاہ، خدا کی بستی، جانگلوس، چار دیواری، تانتیا شریف آدمی، رات کی آنکھیں اور کوکا بیلی شامل ہیں۔

{اشفاق احمد}

حالاتِ زندگی: اشفاق احمد 22 اگست 1925ء کو مکسر ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے۔ 1950ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم کیا۔ اور دیال سنگھ کالج لاہور میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ 1952ء میں روم یونیورسٹی میں اردو کے پروفیسر تعینات ہوئے اور ریڈیو روم سے پاکستان کے لیے اردو نشریات کے پروگرام نشر کرتے رہے۔ 1954ء میں ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہو گئے۔ پھر رسالہ ''داستان'' نکالا اور کچھ عرصے رسالہ ''لیل ونہار'' کے ایڈیٹر بھی رہے۔ آخر میں مرکزی بورڈ لاہور کے ڈائریکٹر بنے۔

ادبی خدمات: آپ کے افسانوں کا مجموعہ ''ایک محبت سو افسانے'' ہیں۔ آپ ایک ناولٹ اور ''مہمان بہار'' کے بھی مصنف ہیں۔ ''آ بلے پھول'' کے نام سے ایک اور مجموعہ زیر طباعت ہے۔

طرزِ نگارش: اشفاق کا طرزِ تحریر سادہ اور عام فہم ہے۔ اُس کی تحریر پڑھنے سے قاری اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا اور نہ کسی اُلجھن میں پڑتا ہے۔ تشبیہات واستعارات سے گریز کرتے ہیں۔ اُن کی تحریر شگفتہ ہے۔ ثقیل الفاظ استعمال نہیں کرتے۔ اُن کے موضوعات میں تنوع اور کہانی میں خاص اثر ہے۔ مزاح نگاری بھی خوب کرتے ہیں۔ معاشرے کی ناہمواریوں کو انہوں نے اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے۔

محبت اور شگفتگی: محبت اشفاق احمد کے افسانوں کا خاصی موضوع ہے۔ انہوں نے افسانوں میں محبت کو اتنے رنگوں میں پیش کیا ہے کہ پڑھنے والا اس میں فرسودگی محسوس کرنے کے بجائے زندگی کی سب سے بڑی حقیقت سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اشفاق احمد کے افسانے موضوعات کی دلچسپی اور شیرینی کے علاوہ قارئین کو متاثر کرتے ہیں۔ افسانے کی پوری فضا میں شگفتگی ہوتی ہے۔ سیدھی سادی بات

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

شاعرانہ انداز میں کہنے کے عادی ہیں۔ اُس کا ریڈیو پروگرام "تلقین شاہ" تیس سال تک ریڈیو پاکستان سے نشر ہوتا رہا۔ جو سامعین میں بے حد مقبول رہا۔

تصانیف: اشفاق احمد کی تصانیف میں زاویہ، ایک محبت سو افسانے، گڈریا، من چلے کا سودا، حیرت کدہ، سفر در سفر، توتا کہانی اور ایک محبت سو ڈرامے قابل ذکر ہیں۔

......☆............☆......

{الطاف فاطمہ}

حالاتِ زندگی: الطاف فاطمہ 1929ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم لکھنؤ ہی میں حاصل کی۔ جب پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا تو اپنے پورے خاندان کے ساتھ پاکستان چلی آئی اور لاہور میں مستقل سکونت اختیار کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے کیا اور پھر بی۔ایڈ کی ڈگری حاصل کی اور درس و تدریس کے شعبے سے منسلک ہو کر پڑھانے میں مشغول ہو گئیں۔ پہلے اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور اور پھر اپوا گرلز کالج لاہور میں اردو ادب کی لیکچرار کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیتی رہی۔ اب ملازمت سے ریٹائر ہو چکی ہیں اور لاہور میں زندگی کے آخری ایام گزار رہی ہے۔

ادبی خدمات: الطاف فاطمہ لاہور میں رہتی تھی لیکن ادبی سرگرمیوں اور مجلسوں سے ہمیشہ دور رہیں۔ ادبی مجلسوں میں عدم شرکت کے باوجود اردو زبان و ادب پر پورا عبور رکھتی تھیں۔ وہ اردو ادب کی استاد تھیں۔ اس لئے ادب کی فنی باریکیوں کا ادراک رکھتی تھی۔ آزادی کی تحریک میں مسلمانوں نے جو قربانیاں دیں اسے بچشم خود دیکھا۔ مہاجرین کی پاکستان آمد اور اُن کی آباد کاری کے مشکل مرحلے سے خود گزری۔ آزادی کی تحریک میں لاکھوں لوگ جس قسم کی صورتحال سے دوچار ہوئے اُن کو احاطہ تحریر میں لانے کے لیے برصغیر کے ادیبوں نے افسانوں کا سہارا لیا۔ الطاف فاطمہ بھی ایسے ہی افسانہ نگاروں میں شامل تھیں۔ وہ ایک دردمند دل رکھتی تھی۔ اس کے افسانوں میں عام معاشرتی مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان میں وہ تجاویز بھی ملتی ہیں جن کے ذریعے ہم ان مسائل پر قابو پا سکتے ہیں۔ الطاف فاطمہ سلیس اور آسان زبان لکھتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے جملوں کا استعمال کرتی ہے۔ قاری کے لیے اُلجھن پیدا نہیں کرتی۔

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VISIT NOW: PERFECT24U.COM

تصانیف: اس کی تصانیف میں نشانِ محفل، دستک نہ دو، چلتا مسافر، وہ جسے چاہا گیا، جب دیواریں گریہ کرتی ہیں اور تارِ عنکبوت شامل ہیں۔

......☆............☆......

{فرحت اللہ بیگ}

حالاتِ زندگی: مرزا فرحت اللہ بیگ دہلی کے محلہ چوڑی والاں میں 1883ء میں پیدا ہوئے۔ اس کے والد کا نام مرزا حشمت اللہ بیگ تھا۔ کمسنی میں اس کی والدہ فوت ہو گئیں اور اس کی پھوپھی حسن جہاں بیگم نے اس کی پرورش کی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور سینٹ سٹیفنز کالج سے بی۔ اے کیا۔ ایک بار ملازمت کے سلسلے میں حیدرآباد گئے اور وہی سکونت اختیار کی۔ اس نے چالیس سال حیدرآباد (دکن) میں گزارے۔ وہ پرانی روایتوں سے پیار کرتے تھے اور اپنی تحریروں میں پرانی تہذیب کو زندہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

ادبی خدمات: اردو نثر کی تاریخ میں مرزا فرحت اللہ بیگ کو ایک مزاح نگار کی حیثیت سے نہ صرف اولیت حاصل ہے۔ بلکہ اُنہوں نے اس صنف ادب کو اونچے مقام پر پہنچایا۔ حیدرآباد کے ادبی ماحول میں اس کا علمی اور ادبی ذوق اور بھی نکھر گیا۔ طبع زاد مضامین کے علاوہ مرزا صاحب نے تنقید و تحقیق میں بھی بہت کام کیا۔ چنانچہ اُنہوں نے یقین کا دیوان مرتب کیا اور دیوان نظیر پر ایک جامع اور مبسوط مقالہ تحریر کیا۔ درحقیقت مرزا صاحب ایک بلند مرتبہ مزاح نگار ہیں۔ اُن کے عظیم ادبی شہ پارے "نذیر احمد کی کہانی" "آخرت وصیت" پرانی تہذیب کی فکر، دادا جان کا پارلیمنٹ میں جانا، دلی کا آخری یادگار مشاعرہ اور پھول والوں کی سیر نفاست، لطافت اور مزاح نگاری کے بے مثال نمونے ہیں۔

طرزِ تحریر: مرزا صاحب کا اسلوب تحریر انتہائی صاف، سادہ اور پُر کشش ہے۔ ہلکی پھلکی ظرافت لکھتے ہیں لیکن سنجیدہ ظرافت کو اس قدر شیرین بیانی سے ادا کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کے ذہن پر اس کا اثر نقشِ دوام بن جاتا ہے۔ مرزا صاحب ہر پیراگراف میں ایک نئے مزاح کا نمونہ پیدا کرتے ہیں۔ دہلی کی ٹھیٹھ بامحاورہ زبان پر اُسے عبور حاصل ہے۔

تصانیف: مرزا فرحت اللہ بیگ کی تصانیف میں مضامین فرحت دلی کا یادگار مشاعرہ "نذیر احمد کی

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

کہانی کچھ اُن کی کچھ میری زبانی" شامل ہیں۔

......☆............☆......

{چراغ حسن حسرت}

حالاتِ زندگی: چراغ حسن حسرت 1902ء کو کشمیر کے علاقے بارہ مولا میں پیدا ہوئے۔ مقبوضہ کشمیر کے مشہور شہر جموں میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے لاہور چلے گئے۔ یہاں جن لوگوں کے ساتھ اُن کا تعلق تھا وہ صحافت کے پیشے سے منسلک تھے۔ اُن کی دیکھا دیکھی وہ بھی صحافی بن گئے۔ اس نے مختلف اخبارات میں کام کیا اور اخباروں میں "سند باد جہازی" کے نام فکاہیہ کالم لکھے۔ ان کالموں میں حسرت کی فکری صلاحیتیں کھل کر سامنے آئیں۔ مختلف اخبارات میں کام کرتے کرتے بالآخر روزنامہ "امروز" سے وابستہ ہوئے اور آخر دم تک اس اخبار میں کام کرتے رہے۔

ادبی خدمات: چراغ حسن حسرت ایک نامور صحافی اور مقبول عام مزاح نگار تھے۔ ہم مضامین حسرت کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک اُن کے وہ مضامین جو اخباروں میں وقتاً فوقتاً چھپتے رہے۔ دوسرے وہ سوانحی اور شخصی خاکے ہیں جو مختلف شخصیات کے تعارف کے طور پر اس نے تحریر کیے۔ دونوں میں اس کی روایتی ظرافت موجود ہے۔ اس نے فکاہیہ کالم نویس سے اخبارات کی دنیا میں ایک نئی روایت کی بنیاد ڈالی۔ اُن کے ان کالموں کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں اور لوگ اسے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔

طرزِ تحریر: حسرت کا اسلوب تحریر سادہ، رواں اور سلیس ہے۔ الفاظ و تراکیب کے استعمال پر اسے عبور حاصل ہے۔ الفاظ میں مزاح پیدا کرنے کا گُر جانتے ہیں۔

تصانیف: اُن کی تصانیف میں فکاہیات، حرف و حکایت، کیلے کا چھلکا، جدید جغرافیہ پنجاب اور مردم دیدہ قابل ذکر ہیں۔

......☆............☆......

{فارغ بخاری}

حالاتِ زندگی: سید میر اکبر شاہ بخاری 1918ء کو تاریخی شہر پشاور میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے وہ

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

ایک انقلابی انسان تھے۔ ابھی تیرہ سال عمر تھی کہ نوجوانوں کی ایک سیاسی تنظیم ''نوجوان بھارت سبھا'' میں شامل ہو گئے۔ یہ ایک شدت پسند تنظیم تھی اور آزادی کی خاطر ہر مشکل کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہتی تھی۔ تحریک آزادی کے دوران فارغ بخاری کئی بار گرفتار ہو کر قید کر دیئے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی جمہوریت اور اظہار رائے کی آزادی کے لیے مسلسل جدوجہد کرتے رہے اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ضیاء جعفری کے قائم کردہ ''دائرۂ ادبیہ'' سے ہمیشہ وابستہ رہے اور اردو زبان وادب کی خدمت کرتے رہے۔

ادبی خدمات: فارغ بخاری ایک اچھے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ سکالر بھی تھے۔ ''انجمن ترقی پسند مصنفین'' کے بانیوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اس نے صحافت کے میدان میں بھی بہت کام کیا اور رضا ہمدانی کے ساتھ مل کر ماہنامہ ''سنگ میل'' جاری کیا۔ فارغ بخاری نے پشتو زبان وادب اور ثقافت پر بھی بہت کام کیا اور اس سے متعلق متعدد کتابیں لکھیں۔ جن میں ادبیات سرحد، پشتو لوک گیت، سرحد کے لوک شاعر، پشتو شاعری اور پشتو نثر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اُن کے شعری مجموعے زیر و بم، شیشے کے پیراہن، خوشبو کا سفر، پیاسے ہاتھ، غزلیہ اور محبت ساول ہیں۔ 1995ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے اُن کی ادبی خدمات کے صلے میں صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی عطا کیا گیا۔

تصانیف: فارغ بخاری کی تصانیف میں باچا خان، البم اور برات عاشقاں قابل ذکر ہیں۔

☆ ☆

{پطرس بخاری}

حالاتِ زندگی: اصل نام احمد شاہ اور ادبی نام پطرس ہے۔ 1898ء کو پشاور میں پیدا ہوئے۔ ایف۔اے کا امتحان پشاور میں پاس کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے اور انگریزی میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کے پروفیسر رہے۔ پھر پرنسپل بنا دیئے گئے۔ آل انڈیا ریڈیو میں بطور ڈائریکٹر جنرل کام کیا۔ اقوامِ متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب بھی رہے۔ باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ ہر محفل پر حاوی ہونے کا فن جانتے تھے۔ اردو افسانہ اگر پریم چند کے بغیر نامکمل ہے تو اردو کا مزاحیہ ادب پطرس بخاری کے بغیر پھیکا اور ادھورا ہے۔

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

اندازِ تحریر: پطرس کی تحریروں میں رعنائی اور دلکشی پائی جاتی ہے۔ طنز اور تمسخر سے پاک خالص مزاح کے دلدادہ ہیں۔ خود پر ہنستے ہوئے لوگوں کو بھی اس ہنسی میں شامل کر دیتے ہیں۔ ظرافت میں متانت اس کا خاص انداز ہے۔

آفاقیت: پطرس کی تحریروں میں آفاقیت پائی جاتی ہے وہ کسی خاص نسل، قوم یا ماحول کی عکاسی نہیں کرتے بلکہ ہر علاقے، قوم اور ماحول سے متعلق اظہارِ خیال کرتے ہیں۔

جزئیات نگاری: وہ ہر مذہب، عمر اور رنگ و نسل کے انسانوں کی نفسیات سے واقف تھے۔ اُن کی کمزوریوں، ناہمواریوں اور خامیوں کا ادراک رکھتے تھے اور اسے مزاحیہ انداز میں پیش کرنے کا فن بھی جانتے تھے۔

پیروڈی: پطرس تحریف نگاری یا پیروڈی کے بادشاہ کہلاتے ہیں۔ پطرس نے تحریف نگاری سے بہت کام لیا ہے۔ کسی کا خاکہ اُڑانا مشکل کام ہے۔ لیکن پطرس اس فن میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ پیروڈی میں پطرس کا انداز تمام مزاح نگاروں سے الگ ہے۔

انگریزی ادب کا اثر: پطرس انگریزی کے استاد تھے۔ انگریزی زبان پر اسے عبور حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے انگریزی ادب سے بہت فائدہ اُٹھایا۔ اُن کی تحریروں میں انگریزی ادب کے اثرات واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔

کردار نگاری: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرحت اللہ بیگ اپنے مضامین کے لیے مواد مردہ لوگوں سے حاصل کرتے ہیں۔ رشید احمد صدیقی شعر و ادب سے اور پطرس بخاری زندہ لوگوں سے۔ پطرس بات سے بات پیدا کرنے کا ماہر ہیں۔

سادگی: پطرس کا اندازِ بیان سادہ اور عام فہم ہے۔ رشید احمد صدیقی کی طرح پہیلیاں نہیں بجھواتے۔ تصنع اور بناوٹ سے کام نہیں لیتے۔ عام تعلیم یافتہ آدمی بھی اس کے کلام سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ وہ ایک بہترین استاد، بہترین ادیب اور بہترین انسان تھے۔

تصانیف: مضامینِ پطرس اُن کے مضامین کا مجموعہ ہے۔

وفات: 1958ء میں نیویارک میں انتقال کر گئے اور وہی دفن ہوئے۔

......☆............☆......

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

{مشتاق احمد یوسفی}

حالات زندگی: مشتاق احمد یوسفی راجستھان کی ایک مسلم ریاست ٹونک میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور عربی، فارسی اور دینیات پڑھی۔ بی۔اے کی ڈگری آگرہ یونیورسٹی سے حاصل کی۔ پھر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ چلے گئے اور وہاں سے فلسفہ میں ایم۔اے کیا۔ جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو پاکستان چلے آئے اور کراچی میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اُنھوں نے عملی زندگی کا آغاز بنک سے کیا اور ملازمت کے دوران مختلف بنکوں میں کام کیا اور بطور چیئرمین پاکستان بینکنگ کونسل اپنے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور کراچی میں رب ریٹائرز زندگی گذار رہے ہیں۔

ادبی خدمات: مشتاق احمد یوسفی خالص مزاح نگار ہیں۔ مزاح نگاری میں اس کا ایک بلند مقام ہے۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے طالب علم ہونے کی وجہ سے یوسفی ایک خاص سلیقے اور رکھ رکھاؤ کے مالک ہیں۔ اعلیٰ تہذیبی شعور اور مذاق سلیم اُن کے خاص اوصاف ہیں اور انہی اوصاف کی بنیاد پر اُن کی مزاح استوار ہے۔ یوسفی کی تحریروں میں اُن کے گہرے سماجی شعور کا پتہ چلتا ہے۔ اُن کی تحریریں ہمیں نہ صرف مسکرانے پر مجبور کرتی ہیں بلکہ سوچ و بچار کے مواد بھی مہیا کرتی ہیں۔ یوسفی نے زندگی کے عام کرداروں کو موضوع بنایا ہے۔ وہ ایسے موضوعات اور مضامین کا انتخاب کرتے ہیں جن کو لوگ کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے اور اسے معمولی اور حقیر سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یوسفی ان افتادہ اور نا قابل توجہ چیزوں میں مزاح تلاش کرتے ہیں۔

طرز تحریر: مشتاق احمد یوسفی کی زبان صاف، سادہ اور آسان ہے۔ الفاظ کے انتخاب میں بڑی احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ وہ لفظوں سے مزاح پیدا کرنے کے ماہر ہیں۔ دراصل یہ الفاظ کا انتخاب ہی ہے جو پڑھنے کے دوران قارئین کو مسلسل ہنسنے پر مجبور کرتے ہیں۔

تصانیف: مشتاق احمد یوسفی کی تصانیف میں خاکم بدہن، چراغ تلے، زرگذشت اور آبِ گم شامل ہیں۔

.....☆..........☆.....

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

شعراء کی حالات زندگی اور تنقیدی نوٹس

{علامہ محمد اقبال}

علامہ محمد اقبال 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ اس کا مشن ہائی سکول میں میر حسن کے شاگرد رہے۔ اور عربی فارسی زبانوں پر عبور حاصل کیا۔ سیالکوٹ میں ایف۔اے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے اور پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے کیا۔ پروفیسر آرنلڈ کی صحبت کی وجہ سے فلسفہ کا شوق پیدا ہوا۔ 1905ء میں انگلینڈ سے بیرسٹری اور اس کے بعد جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ شاعری میں غالبؔ اور داغؔ دہلوی سے متاثر تھے۔ شاعری کی ابتداء غزل سے کی۔ بعد میں روایتی غزل کو خیر باد کہہ کر اپنی شاعری مسلمانوں کی اصلاح کے لیے وقف کر دی۔ اس کا نثری سرمایہ بہت کم ہے تاہم اس کے خطوط نثرِ اردو کا گرانقدر سرمایہ ہے۔

ادبی خدمات اور خصوصیات:

فلسفۂ زندگی: اقبال کے نزدیک زندگی عمل، حرکت اور جدوجہد کا نام ہے۔ مسلسل محنت میں انسان کی ترقی کا راز ہے۔ جمود اور سکون موت ہے۔

فلسفۂ عشق: عشق کا فلسفہ اقبال کے ہاں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اقبال کے خیال میں عشق ہی وہ واحد جذبہ ہے جو انسان میں عمل کی قوت پیدا کرتا ہے۔

فلسفۂ خودی: خودی خالق کائنات سے عشق اور مخلوق سے بے نیازی کا نام ہے۔ خودی کی قوت انسان میں خدائی صفات پیدا کرتی ہے۔ خوددار انسان شکست تسلیم نہیں کرتا۔ صرف ایک سجدہ کر کے ہزار سجدوں سے نجات حاصل کرتا ہے۔

توحید: اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے اللہ کی وحدانیت کا درس دیا کیونکہ توحید کے بغیر انسان

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

میں خودی اور عشق کا جذبہ پیدا نہیں ہوسکتا۔

مرد مومن: اقبال نے قرآن سے استفادہ کر کے اپنی شاعری میں مرد مومن کے صفات بیان کیے۔ مرد مومن کو شاہین سے تشبیہ دیکر اسے خدائی صفات کا حامل قرار دیا۔

اسلوب: اقبال کے کلام میں فارسی اور عربی تراکیب بکثرت موجود ہیں۔ جس کی وجہ سے کلام میں رنگینی اور مشکل پسندی کا احساس ہوتا ہے۔ بقول اقبال ''میرا کلام عام لوگوں کے لیے نہیں ہے'' علامہ نے اپنے کلام میں کائنات کی خوب منظر کشی کی ہے۔ منظر نگاری میں وہ دوسرے شعراء پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس کے اشعار میں ترنم اور موسیقیت ہے۔ تشبیہات اور استعارات سے کلام کو مزین کیا ہے۔ قرآن و حدیث کے حوالے جگہ جگہ موجود ہیں۔

تصانیف: بانگِ درا، بالِ جبریل، ارمغان حجاز، ضرب کلیم، پیام مشرق، زبورِ عجم، جاوید نامہ، اسرار خودی، رموزِ بے خودی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق، مسافر اور علم الاقتصاد (نثر) اقبال کی تصانیف ہیں۔

......☆............☆......

{اختر شیرانی}

حالاتِ زندگی: اختر شیرانی کا اصل نام محمد داؤد خان تھا۔ اس کا تعلق پختونوں کے مشہور قبیلے ''شیرانی'' سے تھا۔ آپ کے والد کا نام حافظ محمود خان شیرانی تھا۔ جو بڑے عالم اور فاضل انسان تھے۔ اختر شیرانی 1905ء میں ریاست ٹونک میں پیدا ہوئے۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں وہ لاہور چلے آئے اور یہاں کی ادبی و علمی اور شعری مجلسوں میں اس کا دل لگ گیا اور ساری عمر یہاں رہے۔ انہوں نے لاہور میں منشی فاضل، ادیب فاضل اور میٹرک کے امتحانات پاس کیے۔ اُنہیں اردو کے علاوہ عربی اور فارسی زبان پر خاص عبور حاصل تھا۔

کلام کی خصوصیات: اردو کے رومانوی شعراء میں اختر شیرانی کا نام سرفہرست ہے۔ اُن کی پرورش باپ کے زیر سایہ ادبی ماحول میں ہوئی۔ اس کی شاعری میں مخصوص رومانوی نقطہ نظر ملتا ہے۔ مال سے گریز اور فرار کا رجحان نمایاں ہے۔ زندگی کے ٹھوس حقائق کا سامنا کرنے کے بجائے وہ

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

اپنی تخیلی دنیا میں پناہ لیتے ہیں۔ یہ دنیا اُن کے رومانوی تصورات پر پورا نہیں اُترتی۔ یہاں مکروفریب اور خودغرضی ہے۔ تصنع اور بناوٹ سے اس کی طبیعت رکھتی ہے۔

اختر کی شاعری کا محور عورت ہے۔ اُن کے ہاں عورت کا تصور روایتی شاعری کے تصور سے الگ ہے۔ اختر اشاروں کنایوں میں بات کرنے کے بجائے بڑی دلیری اور والہانہ انداز میں اپنی محبوبہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کی شاعری میں چند مخصوص کردار بھی نظر آتے ہیں۔ ان میں عذرا، سلمٰی اور ریحانہ اس کے آئیڈیل کردار ہیں۔ رومانوی شاعر ہونے کا مطلب بظاہر حسن و عشق کی باتیں کرنا ہے لیکن رومانیت ایک تحریک اور ایک طرزِ احساس کا نام بھی ہے جو کلاسیکیت سے اپنی راہیں جدا رکھتی ہیں۔ وہ روایت سے فرار چاہتے ہیں اور نئی دنیاؤں کی تلاش میں رہتے ہیں اور ادب برائے ادب کے قائل ہوتے ہیں۔ اختر شیرانی کو بلاشبہ اردو کا نمائندہ رومانوی شاعر قرار دیا جاسکتا ہے۔

تصانیف: ''صبحِ بہار'' اُن کے کلام کا مجموعہ ہے۔ اس کی مشہور نظموں میں جوگن، تیتری، انجام بزم ہستی، حسن معصوم، بستی کی لڑکیوں میں اور اے عشق کہیں لے چل شامل ہیں۔

وفات: 1948ء کو وفات پاگئے۔

☆......☆

{جوش ملیح آبادی}

حالاتِ زندگی: شبیر حسن خان جوش ملیح آبادی 1898ء کو بمقام ملیح آباد پیدا ہوئے۔ آباؤ اجداد کابل سے ہندوستان آئے تھے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ نسلاً آفریدی پٹھان تھے۔ اعلیٰ تعلیم کی غرض سے علی گڑھ گئے اور اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ تقسیمِ ہند کے بعد ہندوستان میں ''آج کل'' کے ایڈیٹر تھے۔ 1956ء میں پاکستان آگئے اور ترقی اردو بورڈ سے منسلک ہوگئے۔

کلام کی خصوصیات: شاعرِ شباب اور شاعرِ انقلاب جوش ملیح آبادی بنیادی طور پر رومانی شاعر ہیں۔ رومانیت کی کئی اہم خصوصیات ہیں مثلاً انفرادیت، شدید جذباتیت و تخیلیت، حال سے بے اطمینانی، ایک حسین و رنگین دنیا کی تعمیر کی خواہش، لذتیت، حسن پرستی اور فطرت پرستی اُن کی گھٹی میں پڑی

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

تھیں۔اُن کی انقلابیت بھی حکیمانہ ومفکرانہ یا نظریاتی نصب العین نہیں بلکہ جذباتی اور رومانی ہے۔وہ اپنے سماجی اور سیاسی ماحول کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں اور سارے نظام کو بدل کر رکھ دینا چاہتے ہیں۔جوش کا جذباتی رویہ بہت تند و تیز ہے۔اُن کا عمرانی شعور انسان دوستی،مظلوم کسان اور مزدور سے ہمدردی اور تحریک آزادی کی بھرپور حمایت اُن کی انقلابیت کی مثبت بنیادیں ہیں۔فطرت پرستی میں وہ "روسو" کے ہم خیال ہیں۔روسو کی طرح وہ جدید تہذیب سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

جوش نے حسن و عشق کے راگ جس طرح الاپے ہیں اور شراب اور عورت اور فطرت کی جس طرح مداحی کی ہے اس میں شیرینی اور حسن ہے۔

اسلوب: جوش کے کلام میں زور ہے۔اس کے قدرت بیان سے کوئی غیر متاثر نہیں رہ سکتا۔اس کے کلام میں تشبیہات واستعارات کا بھرمار ہے۔اُنھیں زبان پر بڑی قدرت حاصل ہے۔اُن کے پاس اتنا ذخیرہ الفاظ ہے کہ اس ضمن میں اس کے ہم عصروں میں سے کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔اس نے فطرت کے مناظر پر بھی نظمیں لکھیں اور خوب منظر کشی کی۔

تصانیف: جوش ملیح آبادی کے شعری مجموعوں میں روح ادب،نقش ونگار،شعلہ وشبنم،فکر و نشاط،حرف وحکایات،آیات ونغمات،سیف وسبو،عرش وفرش اور یادوں کی بارات (خودنوشت) شامل ہیں۔

وفات: 1982ء کو وفات پا گئے۔

......☆............☆......

{میراجی}

حالات زندگی: اس کا اصل نام محمد ثناءاللہ ڈار اور میراجی تخلص تھا۔اُن کے آباؤاجداد کا تعلق کشمیر سے تھا۔جو ڈوگرہ راج کے مظالم سے تنگ آکر گوجرانوالہ ہجرت کر گئے تھے۔جبکہ میراجی لاہور میں پیدا ہوئے تھے۔اُن کے والد کا نام منشی مہتاب الدین تھا۔جو ریلوے میں ایک معمولی ملازم تھے۔ملازمت کی وجہ سے اُن کی رہائش کسی مستقل مقام پر نہ تھی۔اس لیے میراجی خاطر خواہ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔وہ باقاعدہ تعلیم سے محروم رہے اور میٹرک بھی پاس نہیں کیا۔

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

ادبی خدمات اور شاعری کی خصوصیات: لاہور میں "حلقۂ اربابِ ذوق" نامی تنظیم نے چار سال سے کام شروع کیا تھا۔ میراجی اس حلقے میں شامل ہو گئے اور اس کے سرگرم کارکن بن گئے۔ اس کی شمولیت سے حلقے میں جان پڑ گئی۔ اس نے حلقے کو نئی بنیادوں پر استوار کیا۔ خود بھی حلقے کے قواعد وضوابط کی پابندی کرتے تھے اور دوسروں سے بھی کرواتے تھے۔ اُن کی زندگی میں محرومیاں ہی محرومیاں تھیں۔ احساس محروم کو کم کرنے کے لیے اس نے شاعری کا سہارا لیا۔ اس نے اردو نظم میں انقلاب پیدا کیا۔ اور اسے نئے رنگ و آہنگ سے آشنا کیا۔ وہ اپنی شاعری میں زندگی کی واضح اور صاف تصویر نہیں دکھاتے بلکہ ایسے دائرے اور خطوط بناتے ہیں جو واضح ہونے کے باوجود پردے میں رہتے ہیں۔ اس نے مغربی اور انگریزی شعراء کا مطالعہ کیا تھا۔ اس لیے اسے جدید شاعری میں نئے تجربات کرنے کا خیال آیا اور اُن کے یہ تجربات کامیاب رہے۔ "ادبی دنیا" اور "حلقۂ اربابِ ذوق" نے میراجی کے تجربات کو خوب ترقی دی۔ وہ ایک ایسے شاعر ہیں جس کی جڑیں اپنے ہی ملک میں ہیں۔ ان کے نظموں کو بغور دیکھا جائے تو اس میں ہندوستان کا ارضی پہلو نمایاں ہے۔ اُس نے نظم کو خارجی حقیقت نگاری سے نکال کر انسانی باطن میں اُتارا اور نظم کی ایک سطحی معنویت کر ہمہ جہت بنا دیا۔

تصانیف: میراجی کے گیت، میراجی کی نظمیں، گیت ہی گیت تین رنگ، اور پابند نظمیں میراجی تصانیف ہیں۔

وفات: 1949ء میں وفات پا گئے۔

......☆............☆......

{ن۔م۔راشد}

حالاتِ زندگی: ن۔م۔راشد کا اصلی نام نذر محمد راشد تھا۔ یکم اگست 1910ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ ہائی سکول اکال گڑھ سے میٹرک کیا۔ گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے ایف۔اے اور بی۔اے اور ایم۔اے کی ڈگریاں پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کیں۔ آل انڈیا ریڈیو دہلی میں بحیثیت نیوز ایڈیٹر اور ڈائریکٹر آف پروگرام کام کیا۔ اس کے علاوہ ریڈیو پاکستان پشاور اور ریڈیو پاکستان کراچی میں بھی اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ انفارمیشن سنٹر تہران (ایران) میں یو۔این۔او کے

www.perfect24u.com

ڈائریکٹر بھی رہے۔

شاعری اور کلام کی خصوصیات: ن۔م۔راشد ایک سخت مزاج، اصول پسند اور صاف گو انسان تھے۔ وقت کے پابند، محنتی اور دانشورانہ شخصیت کے مالک تھے۔ جدید مغربی تعلیم اور مغربی تہذیبی اقدار کے قائل تھے۔ اُن کا شمار آزاد نظم کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ آزاد نظم کے تجربات اُن سے پہلے بھی ہو چکے تھے۔ لیکن راشد اور میراجی کے تجربات کو ہی سنجیدہ رویے کے طور پر قبول کیا گیا۔ ن۔م۔راشد اردو کی روایتی شاعری سے فنی اور معنوی انحراف کی انوکھی مثال ہیں۔ وہ سخت اور کھردرے جذبات کے شاعر ہیں۔

راشد کی نظم کا بڑا حوالہ بغاوت ہے۔ وہ پرانی اور فرسودہ اقدار کی توڑ پھوڑ کے نتیجے میں نئی صحت مند اقدار کی تشکیل چاہتا ہے۔ وہ مشرق کی اوہام پرستی اور کاہلی اور مغرب کے استحصالی رویے کو مٹا کر ایسے نئے فرد کی تشکیل چاہتا ہے۔ جو ان خامیوں سے عاری اور بلند ہو۔ وہ شاعروں کے شاعر ہیں۔ عام لوگ اس کی شاعری پسند نہیں کرتے کیونکہ اُن کے خیالات ونظریات کو قبول کرنا آسان نہیں۔ اس کے نظموں میں افسانوی اور ڈرامائی انداز ہے۔ اس نے علامت نگاری سے خوب کام لیا ہے جسے لوگ ''شاعرانہ گمھتی'' کہتے ہیں۔ اس کی نظموں کی تہہ تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ بعض نقاد کہتے ہیں کہ ''وہ آج کے نہیں بلکہ آنے والے کل کے شاعر ہیں۔''

تصانیف: ن۔م۔راشد کی تصانیف میں ماورا، ایران میں اجنبی، لا=انسان، اور گمان کا ممکن شامل ہیں۔

......☆............☆......

{مجید امجد}

حالات زندگی: عبدالمجید امجد 1914ء کو پنجاب کے شہر جھنگ میں پیدا ہوئے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم اپنے نانا نور محمد سے حاصل کی۔ اُنہوں نے بی۔اے کرنے کے بعد عملی زندگی کا آغاز کیا اور راشننگ کے محکمے میں ملازم ہو گئے۔ اور اپنی تمام عمر اسی ملازمت میں گزار دی۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ ایک نیم سرکاری رسالے عروج کے مدیر بھی رہے۔ اس کی زندگی پریشانیوں اور تنگی میں گزری۔

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

اسے زندگی میں مختلف مسائل کا سامنا رہا۔ اس لیے اُن کی طبیعت میں ٹھہراؤ اور برداشت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔

شاعری اور خصوصیات: مجید امجد کا نام ادبی حلقوں میں نہایت احترام سے لیا جاتا تھا۔ ساہیوال میں زیادہ تر مقیم رہنے اور طبعی درویشی کی وجہ سے انہیں عوامی سطح پر زیادہ پذیرائی نہ مل سکی۔ زندگی کا زیادہ تر حصہ شہر کے ہنگاموں سے دور کھلے آسمان تلے گزارنے کی وجہ سے اُن کی شاعری کو ایک ارضی بنیاد ملی۔ اُن کی شاعری کا پس منظر زمین اور زمین کی محبت ہے۔ اُن کو اصل شہرت وفات کے بعد ملی۔

مجید امجد نے کم عمری میں شعر کہنا شروع کر دیا تھا لیکن اس کا شعری مجموعہ کافی تاخیر سے شائع ہوا۔ وہ بنیادی طور پر نظم کے شاعر تھے۔ چونکہ اس کی ساری زندگی حزن و یاس اور پریشانی میں گزری۔ اس لیے اُن کی شاعری میں بھی دل گرفتگی کی فضا ملتی ہے۔ اس نے اپنا ذاتی کرب اور دُکھ کو شاعری کا موضوع بنایا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ زندگی کا بھی وسیع النظری سے جائزہ لیا۔ جب وہ عصری مسائل کو شاعری کا پیکر عطا کرتے ہیں تو وہ انفرادی ہونے کے ساتھ ساتھ اجتماعی رنگ بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ مجید امجد کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے نظم کے ہیئت میں بھی تجربات کیے اور اس نئے رنگ و آہنگ سے روشناس کیا۔

تصانیف: مجید امجد کی شعری تصانیف میں شب رفتہ، طاق ابر، اور ان گنت سورج شامل ہیں۔

وفات: 1974ء میں وفات پا گئے۔

{منیر نیازی}

حالاتِ زندگی: منیر احمد خان نیازل مشرقی پنجاب کے ضلع ہوشیار پور کے ایک گاؤں خان پور میں 1928ء کو پیدا ہوئے۔ اُنہوں نے اپنے گاؤں خان پور میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو 1947ء میں پاکستان آ گئے اور پنجاب کے شہر ساہیوال میں رہائش اختیار کی۔ گورنمنٹ کالج بہاولپور سے ایف۔اے کیا اور ایک ہفتہ وار رسالہ جاری کیا جس کا نام ''سات رنگ'' تھا۔ اس کے علاوہ وہ اپنی عملی زندگی میں مختلف اخبارات اور رسائل سے منسلک رہے۔ ریڈیو پاکستان

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

میں بھی کام کیا اور فلموں کے لیے گانے بھی تحریر کیے۔

شعری خصوصیات: منیر نیازی کی شناخت کے لیے صرف اور صرف ایک ہی لفظ کافی ہے اور وہ ہے ''تحیر'' وہ تحیر کے شاعر تھے۔ وہ ایسے کیفیات کو تلاش کرنا چاہتے ہیں جو ابھی تک کسی کے علم میں نہ ہوں اور جانی پہچانی اور ارد گرد بکھری ہوئی اشیاء کو شاعرانہ حسیات سے ایک نیا رُخ دیتے ہیں۔ وہ اپنی شاعری میں صرف ہوائی قلعے تعمیر نہیں کرتے بلکہ اپنے عہد کی ترجمانی کرتے ہیں۔ جس میں ہر دم تغیر و تبدل رونما ہوتا ہے۔ اس کی شاعری کا انداز جداگانہ ہے۔ وہ پرانی روایتوں سے انحراف کرنے والے شاعر ہیں۔ اس کا لہجہ دوسرے شعراء سے اتنا مختلف ہے کہ ہم بڑی آسانی سے منیر نیازی کے کلام کی پہچان کر سکتے ہیں۔ اس نے مقدور بھر اردو ادب کی خدمت کی۔ جس کے صلے میں حکومت پاکستان نے اُنہیں ''کمال فن'' اور ''ستارۂ امتیاز'' جیسے اعزازات سے نوازا۔

تصانیف: منیر نیازی کے شعری مجموعے ''تیز ہوا اور تنہا پھول'' جنگل میں دھنک، دشمنوں کے درمیان شام اور چھ رنگین دروازے پر مشتمل ہیں۔

وفات: 2006ء میں وفات پا گئے۔

......☆..........☆......

{وزیر آغا}

وزیر آغا کے حالات زندگی اور تنقیدی نوٹ پچھلے صفحوں میں موجود ہے۔

......☆..........☆......

{علامہ محمد اقبال}

علامہ محمد اقبال کے حالات زندگی اور تنقیدی نوٹ پچھلے صفحوں میں موجود ہے۔

......☆..........☆......

{فیض احمد فیض}

حالات زندگی: فیض احمد فیض 1910ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولوی ابراہیم

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

سیالکوٹی سے حاصل کی۔ 1927ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے عربی اور انگریزی زبانوں میں ایم۔اے کی ڈگریاں حاصل کیں اور امرتسر کالج میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ سوشلسٹ نظریات کے پرچار کے صلے میں سوویت یونین (روس) کی حکومت نے فیض احمد فیض کو "لینن ایوارڈ" دیا۔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ تھے۔ راولپنڈی سازش کیس میں فیض پر مقدمہ چلایا گیا اور کئی سال جیل میں گزارے۔ روزنامہ "امروز" اور "پاکستان ٹائمز" کے مدیر بھی رہے۔ وزارتِ تعلیم کے مشیر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیے۔

خصوصیات کلام: فیض نے اپنی شاعری کا آغاز غزل سے کیا اور زیادہ تر عشق و محبت کے مضامین اپنے اشعار میں بیان کیے۔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ ہونے کی وجہ سے حسن و عشق کی روایتی شاعری کی جگہ غم دوران نے لے لی اور ملک و ملت کو اپنا محبوب بنالیا۔

فیض کی شاعری سوز و گداز تو ہے مگر نا اُمیدی نہیں ہے۔ منزل کو پانے کے لیے راستے کی مشکلات اور مصائب کو خاطر میں نہیں لاتے۔ مسلسل جدوجہد اور محنت پر یقین رکھتے ہیں۔ فیض نے غزل کے روایتی استعاروں کو سیاسی مفہوم عطا کر کے اُن میں نئی معنوی وسعتیں پیدا کیں۔ فیض شکست تسلیم نہیں کرتے۔ فیض کی شاعری کا عروج "زندان نامہ" میں ہے۔ زندان نامہ حق و باطل کے درمیان میں ایک معرکہ ہے۔ جس میں فیض نے حق کو بالآخر فاتح قرار دیا ہے۔

فیض کا کلام زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے۔ فیض کی شاعری اس دنیا کے ہر انسان کے دل کی آواز ہے۔ اس کی شاعری کسی خاص ملک یا علاقے کے لیے محدود نہیں۔ اس میں ایک آفاقی رنگ پایا جاتا ہے۔ اُس کے کلام میں رجائیت ہے۔ وہ مایوس نہیں ہوتے، وہ اشعار کے ذریعے موجودہ استحصالی نظام کو بدلنا چاہتے ہیں۔ فیض کی شاعری حوادث کی آماجگاہ ہے۔ اس میں حقیقت پسندی بھی ہے اور تلخ تجربات بھی۔

تصانیف: اُن کے شعری مجموعے دست صبا، زندان نامہ، دست تہ سنگ، نقش فریادی، سرِ وادی سینا، شام شہر یاران، میرے دل میرے مسافر اور غبار ایام ہیں۔

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

وفات: 1984ء میں وفات پا گئے۔

......☆............☆......

{احمد ندیم قاسمی}

احمد ندیم قاسمی کے حالات زندگی اور تنقیدی نوٹ پچھلے صفحوں میں موجود ہے۔

......☆............☆......

{ناصر کاظمی}

حالات زندگی: مشہور و معروف شاعر ناصر کاظمی 1925ء کو انبالہ میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام محمد سلطان کاظمی تھا جو فوج میں ملازم تھے۔ اُن کے والد ملازمت کے سلسلے میں مختلف مقامات پر تعینات رہے۔ اس لئے اس نے اپنی تعلیم مختلف مقامات میں حاصل کی اور مختلف شہروں میں رہے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے جائے پیدائش انبالہ واپس آ گئے اور اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کرنے لگے۔ جب پاکستان بنا، تو لاہور چلے آئے اور صحافت کا پیشہ اختیار کیا۔ ماہنامہ "ہمایون" کے چیف ایڈیٹر بھی رہے۔ کچھ عرصے تک ریڈیو پاکستان لاہور میں ملازمت کرتے رہے۔

کلام کی خصوصیات: ناصر کاظمی کی غزلوں میں قدیم اور جدید دونوں رنگ ملتے ہیں۔ اس میں قدیم روایتیں بھی ہیں اور جدید رومانی رویے بھی۔ جب ترقی پسند تحریک کا آغاز ہوا تو بہتوں نے غزل کو چھوڑ کر نظم گوئی پر توجہ دینی شروع کی لیکن ناصر نے غزل کی ساکھ کو قائم رکھا۔ اُن کے غزل میں میر تقی میر کے طرز ادا کے ساتھ ساتھ اس کا طرز احساس بھی پایا جاتا ہے۔ پاکستان کا قیام اگر ایک طرف مسلمانان ہند کے لیے ایک نعمت تھا، تو دوسری طرف بدترین فسادات، قتل و غارتگری، دہشت گردی اور وطن سے مہاجرت اور اس کے المناک پہلو بھی ہیں۔ ان حالات نے ناصر کاظمی کے خیالات کو بھی متاثر کیا۔ اُن کی غزلوں میں اعلیٰ اقدار کی شکست کا ماتم موجود ہے۔ حزن و یاس، محرومی اور ناکامی کے احساس کے ساتھ معاشرے کے منفی قدروں پر طنز اور تلخی کا اظہار اُن کی غزلوں میں نمایاں ہے۔ ناصر کی

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

شاعری میں سادگی اور دلکشی ہے۔ چھوٹی چھوٹی بحروں اور سادہ الفاظ میں وہ اپنے جذبوں کا اظہار کرتے ہیں۔

تصانیف: اُن کی تصانیف میں برگ نے، خشک چشمے کے کنارے، دیوان، پہلی بارش، نشاطِ خواب اور شہر کی چھایا شامل ہیں۔

وفات: 1973ء کو وفات پا گئے۔

{شکیبؔ جلالی}

حالاتِ زندگی: اس کا اصل نام سید حسن رضوی تھا۔ شکیب اس کا تخلص تھا۔ ضلع علی گڑھ کے ایک قصبے جلالی میں پیدا ہوئے۔ ولادت کا سال 1934ء ہے۔ شکیبؔ جلالی کے نام سے مشہور ہوئے۔ شکیبؔ نے اپنے ابتدائی تعلیم بدایون میں حاصل کی۔ اُن کے والد ہمیشہ بیمار رہتے تھے اس لیے گھر چلانے کی ذمہ داری اس کے سر تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ تنگ دست رہتے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد وہ پاکستان چلے آئے اور لاہور میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ مختلف رسالوں اور دفاتر میں کام کرتے رہے۔ پھر محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔ اُن کی تمام زندگی مصائب و آلام میں گزری۔ وہ اکثر بیمار رہتے تھے۔ آخر میں وہ کئی نفسیاتی امراض کا شکار ہو گئے اور صرف 32 سال کی عمر میں اس دنیا سے چل بسے۔

شکیبؔ کی شاعری: شکیبؔ جلالی غزل کے شاعر ہیں۔ اُنہوں نے اپنی شاعری کا آغاز اس وقت کیا جب اردو غزل نئے امکانات اور تجربات سے گزر رہی تھی۔ لوگوں کی ذہنی اور فکری رویوں میں تبدیلی کے آثار صاف نظر آ رہے تھے۔ اس دور میں ایسے شعراء کو قابلِ ستائش سمجھا جاتا تھا۔ جن کے غزلوں میں عصری ہیئت اور تقاضوں کے ساتھ ساتھ تجربات اور مشاہدات میں بھی جدت نظر آتی تھی۔

شکیبؔ جلالی کا مجموعۂ کلام "روشنی اے روشنی" جب شائع ہوا تو لوگوں نے اسے بہت پسند کیا اور بے حد مقبول ہوا۔ اس کے بیشتر اشعار زبان زدِ عام ہو گئے اور لوگ اسے گنگنانے لگے۔ شکیبؔ جلالی کے جدید رجحانات کے باعث وہ بہت جلد مشہور ہو گئے۔ وہ اشعار میں بہت آسان زبان استعمال

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

کرتے ہیں لیکن ان میں بھی ایک جہان معنی پوشیدہ ہوتا ہے۔اس نے چند نظمیں بھی کہیں ہیں لیکن اس کا اصل جوہر غزل میں کھلتا ہے۔

تصانیف: ''روشنی اے روشنی'' اس کا مجموعۂ کلام ہے۔

وفات: صرف 32 سال کی عمر تھی کہ 1966ء میں وفات پا گئے۔

{احمد فراز}

حالاتِ زندگی: اس کا اصل نام سید احمد شاہ تھا۔احمد فراز اس کا ادبی نام ہے۔کوہاٹ میں 1933ء کو پیدا ہوئے۔اس کے والد کا نام سید محمد شاہ برق تھا جو خود بھی بہت اچھے شاعر تھے۔احمد فراز نے ادبی ماحول میں پرورش پائی۔اس نے ایڈورڈ کالج پشاور سے بی۔اے کیا اور پشاور یونیورسٹی سے اردو اور فارسی زبان میں ایم اے کیا۔اور کچھ عرصے پشاور یونیورسٹی ہی میں درس و تدریس کا کام کرتے رہے۔وہ اکادمی ادبیات کے ڈائریکٹر اور نیشنل بک فاؤنڈیشن کے سربراہ بھی رہے۔وہ آزادی اظہار کے زبردست حامی تھے۔اسی وجہ سے فوجی آمروں کے دَور میں اس نے شدید تکالیف کا سامنا کیا۔لیکن کسی آمر کے ساتھ اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا۔2004ء میں حکومت کی طرف سے ملنے والا اعزاز ''ہلالِ امتیاز'' اس بناء پر واپس کر دیا کہ حکومت انسانی حقوق کو پامال کر رہی تھی۔ جب حکومت نے کوہاٹ کی پبلک لائبریری کو پلازے میں تبدیل کر دیا تو اس نے وصیت کی کہ مجھے کوہاٹ میں دفن نہ کیا جائے۔

شاعری کی خصوصیات: احمد فراز کا شمار اُن شعراء میں ہوتا ہے جن کو اپنی زندگی میں قبولِ عام حاصل ہوا۔اُن کی شاعری ابھی عروج پر تھی کہ تمام لوگ اسے پسند کرنے لگے۔اُن کے سینکڑوں اشعار اُن کی زندگی میں انتخاب ٹھہرے۔اُن کے اشعار سہل ممتنع کی بہترین مثال ہے۔آسان اور سہل الفاظ میں شعر کہنا اور ان کے ذریعے خاص و عام کو متاثر کرنا احمد فراز کے لیے بہت آسان کام تھا۔اُن کے کلام میں شگفتگی اور تازگی ہے۔احمد فراز کے کلام کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ انسان کو سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔آمروں اور حکومت کی ناانصافیوں کے خلاف ہر شاعر نے آواز اُٹھائی ہے لیکن شاعری میں احتجاج کا رنگ احمد فراز کے ہاں بالکل جدا اور جانا پہچانا ہے۔وہ انقلابی شاعر تھے۔اُن کے اشعار جلسوں

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

میں پڑھے جاتے ہیں۔ اکثر سیاسی لوگ اپنا سیاسی دکان چمکانے کے لیے احمد فراز کے اشعار کا سہارا لیتے ہیں۔

تصانیف: احمد فراز کے شعری مجموعے مندرجہ ذیل ہیں؛

نایافت، تنہا تنہا، میرے خواب ریزہ ریزہ، دردآشوب، شب خون، جانان جانان، بے آواز گلی کوچوں میں، نابینا شہر میں آئینہ، سب آوازیں میری ہیں، پس انداز موسم، خواب گل پریشان ہے، غزل بہانہ کروں، اور اے عشق جنون پیشہ۔

وفات: احمد فراز 2008ء کو وفات پا گئے۔

☆ ☆

{ظفر اقبال}

حالات زندگی: مشہور غزل گو شاعر ظفر اقبال 1923ء کو اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ادب سے دلچسپی پیدا ہوئی اور غزل کی صدیوں پرانی روایتوں کو ختم کرنے کے لیے اپنی زندگی وقف کردی۔

شاعری کی خصوصیات: ابتداء میں جب ظفر صاحب نے شاعری شروع کی تو کبھی غزل کی پرانی روایت کو برقرار رکھتے اور کبھی دور ہٹ جاتے۔ اس کشمکش میں آخر کار غزل کی پرانی روایات کو خیر باد کہہ دیا اور اس کے سحر سے اپنے آپ کو آزاد کر دیا۔ اس سفر میں اسے سخت مراحل سے گزرنا پڑا کیونکہ اردو غزل کا عام قاری اور تخلیق کار غزل کے روایتی انداز کا رسیہ تھا اور اس سے ہٹ کر غزل میں نت نئی تبدیلیوں کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھا اور ان روایات سے انحراف کو گناہ سمجھا جاتا تھا۔ غزل میں تبدیلی کی کوشش الطاف حسین حالی اور انشاء نے بھی کی تھی اور روایات کو توڑنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن وہ غزل کی روایت میں خاطر خواہ تبدیلی نہ لا سکے بلکہ اپنے مقام سے محروم ہو گئے۔

لیکن جو کام حالی اور انشاء نہ کر سکے ظفر اقبال نے یہ کام بڑی ہوشیاری سے سرانجام دیا۔ اُنھوں نے غزل کی پرانی روایتی فضا اور غزل کی موروثی جمالیات کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ ڈاکٹر تبسم

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

کاشمیری نے انہیں بجاطور پر بیسویں صدی کا ادبی مرتد اور روایتی غزل کی غلامی سے آزاد ہونے والا پہلا شاعر کہا ہے۔

تصانیف: ظفراقبال کے شعری مجموعے مندرجہ ذیل ہیں:

تجیز، تقویم، تشکیل، تجاوز، توارد، تساہل، آب روان، گلافتاب، ہٹے ہنومان، رطب ویاس، اوراب تک (کلیات)۔

☆ ☆

{شہزاد احمد}

حالاتِ زندگی: شہزاد احمد 1932ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ اس کے والد کا نام محمد بشیر تھا جو ایک طبیب تھے اور اس نے طب پر بے شمار کتابیں لکھی تھیں۔ شہزاد احمد نے امرتسر میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس کا پورا خاندان پاکستان آگیا اور اُنہوں نے ایم۔ اے۔ او کالج لاہور سے بی۔ اے کیا۔ اور پھر فلسفہ اور نفسیات میں ایم۔ اے کیا۔ تلاش معاش کے لیے وہ دردر کی ٹھوکریں کھاتے رہے اور مختلف جگہوں پر مختلف قسم کی ملازمیں کیں۔ ساتھ ساتھ کئی رسائل میں لکھتے بھی رہے۔ مشہور صحافی محمود شام کے ساتھ مل کر رسالہ ''معیار'' جاری کیا جو ایک ادبی اور سیاسی رسالہ تھا۔ 1997ء میں حکومت نے اسے ''صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی'' سے نوازا۔

شاعری کی خصوصیات: شہزاد احمد کا شمار اردو ادب کے جدید شعراء میں ہوتا ہے۔ نئی زندگی اس کی نظروں میں تھی اس لیے اس نے نئی زندگی اور اس کے نئے موضوعات کو شاعری میں سمو دیا اور اپنی شاعری کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر دیا۔ وہ جذباتی سطح پر متوازن، مکری سطح پر متحرک اور تحقیقی سطح پر فعال ہیں۔ انہوں نے اسلوب کی تازہ کاری سے غزل کو سنوارا۔

وہ انسانی مسائل اور عالمگیر حقائق کی روشنی میں اپنے آپ کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے ہاں انسانی فطرت کی پیچیدگیوں کے ساتھ حالات و واقعات کا خارجی اور داخلی رنگ موجود ہے۔ اُنہوں نے علم، مطالعہ اور احساس وتخیل سے انسانی فطرت کو جاننے کی کوشش کی ہے۔ اُن کی غزل

www.perfect24u.com

KPK MORE BOOKS, NOTES VIST NOW: PERFECT24U.COM

منافق لوگوں کا نوحہ ہے۔ اس نے غزل میں اُن لوگوں پر طنز کیا ہے جو احساس زیاں سے عاری ہیں۔ کبھی کبھی اس کی سائنسی، نفسیاتی اور فلسفیانہ افکار سے اس کی غزل ڈگمگا جاتی ہے لیکن بحیثیت مجموعی وہ غزل کی روایات کی پاسداری کرتے ہیں۔ ڈاکٹر انور سدید نے اسے نئی غزل کا مزاج دان کہا ہے۔

تصانیف: شہزاد احمد کے شعری مجموعوں میں صدف، جلتی بجھتی آنکھیں، ادھ کھلا دریچہ، خالی آسمان، بکھر جانے کی رات، دیوار پہ دستک، ٹوٹا ہوا پل، کون اسے جاتا دیکھے، پیشانی میں سورج و راُترے میری خاک پہ ستارہ شامل ہیں۔

......☆............☆......

www.perfect24u.com